www.KitaboSunnat.com

الکتاب والحکمۃ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

ترجمان القرآن

از : نواب صدیق حسن خانؒ
پروفیسر عبدالحفیظ چوہدری - پروفیسر حافظ محمد اسرائیل فاروقی - پروفیسر محمد ظفر اقبال

مسائلِ آمین :

سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا مشروع و مستحب ہے۔ آمین کے معنیٰ ہیں "اے اللہ ہم سے قبول کر" اس دعا کو منزلِ مقصود تک پہنچا۔ وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہا، تو میں نے سنا کہ آپؐ نے "آمین" کہی۔ اور آواز لمبی کی۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی کے) الفاظ یہ ہیں

مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔

ابوداؤد کے الفاظ :

رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ۔

"یعنی آمین اونچی آواز سے کہتے۔"

دوسری روایت میں مرفوعًا یوں آیا ہے :

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اٰمِیْن۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہؓ کے الفاظ یہ ہیں کہ جب آپؐ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتے تو آمین کہتے پہلے صف والے اس آمین کو سنتے (ابوداؤد)۔ اسی روایت میں ابن ماجہؒ میں یہ الفاظ زائد ہیں :

فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ۔

"پس مسجد گونج اٹھتی۔"

دارقطنیؒ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔ صحیحین میں ابوہریرہؓ سے مرفوعًا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا ہے۔ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے مطابق ہوگی اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ مسلم شریف کے الفاظ یوں ہیں:

> "جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں، تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے مطابق ہوتی ہے، اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"

مطابقت سے یہاں مراد اجابت یا اخلاص میں ایک جیسی ہو۔

حضرت ابو موسیٰؓ مرفوعاً کہتے ہیں۔ جب امام "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دُعا قبول کرے گا۔ (مسلم) حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً آیا ہے یہود نے تم پر کسی دوسری چیز کے سبب اتنا حسد نہیں کیا جتنا تمہارے "سلام" اور "آمین" کہنے پر حسد کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

معلوم ہوا جس کو "آمین" کہنا بُرا لگے اُس پر ایک طرح کا شائبہ یہودیت کا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے پاس یہود کا ذکر ہوا آپؐ نے فرمایا:

> "یہود نے ہم پر اس سے زیادہ حسد نہیں کیا جتنا وہ ہم پر جمعہ کی بابت حسد کرتے ہیں، اللہ نے ہمیں بتا دیا کہ وہ اِس سے گمراہ ہوئے، قبلہ کی وجہ سے کہ اللہ نے ہم کو یہ قبلہ دیا اور انہیں نہ ملا اور امام کے پیچھے آمین بالجہر کہنے پر" (مسند احمد)

ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں، امام اگر اونچی آواز سے آمین کہنا بھول جائے تو مقتدی ایک بار اونچی آواز سے آمین کہے اور اگر امام نے اونچی آواز سے آمین کہی ہے تو مقتدی اونچی آواز سے آمین نہ کہیں۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی بھی اونچی آواز سے کہیں۔ تیسرا قول یہ بھی ہے، اگر مسجد چھوٹی ہو تو مقتدی اونچی آواز سے آمین نہ کہیں تاکہ لوگ امام کی تلاوت سنیں، اگر جامع مسجد ہو تو مقتدی اونچی آواز سے آمین کہیں تاکہ مسجد کے چاروں اطراف ان کی آواز پہنچ جائے۔ یہ تعلیل کچھ نہیں ہے بلکہ آمین کا اونچی اور آہستہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں طرح سے کہنا ثابت ہے۔ اونچی آواز سے اُسوقت کہے جب بدعت کا زورو شور ہو تو مردہ سنت کا زندہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی جگہ اونچی آواز سے کہنے سے تنازعہ کا مسئلہ پیدا ہو تو آہستہ کہنا مصلحت ہے، سلف صالحین کے نقطۂ نظر کے خلاف ہے۔

موضح القرآن میں ہے، یہ سورت اللہ نے بندوں کی تربیت کے لیئے نازل کی تاکہ وہ اپنے اللہ کو اس طرح پکاریں۔

سُورۃ البقرۃ

یہ سورت مدتوں تک مدینہ طیبہ میں نازل ہوتی رہی کہتے ہیں سب سے پہلے مدینہ شریف میں یہی سورت نازل ہوئی لیکن آیت وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ... البقرۃ سارے قرآن کے نزول کے بعد ۱۰ ذی الحج کو حجۃ الوداع میں میدان "منیٰ" میں نازل ہوئی — آیات "ربوا" کو بھی قرآن کے سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیتیں مانا گیا ہے۔

فضیلت:

اس سورت کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں صحاح ستہ اور سنن میں آئی ہیں کچھ ابن کثیر نے ذکر کی ہیں۔ ان میں سے بعض آیۃ الکرسی کے ساتھ مخصوص ہیں اور بعض سورۂ بقرہ کی آخری آیات (خواتیم سورۂ بقرہ) کے ضمن میں ہیں۔ بعض احادیث میں سورۂ بقرہ سورۂ آل عمران دونوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے، بعض احادیث میں صرف "سبع طوال" (سات لمبی سورتوں) کی فضیلت بیان ہوئی ہے، اس سورت کی دو سو چھیاسی ۲۸۶ آیات، چھ ہزار دو سو اکیس ۶۲۲۱ کلمے اور پچیس ہزار ۲۵۵۰۰ پانچ سو حروف ہیں واللہ اعلم۔

ابن عربی ؒ نے کہا ہے اس میں ایک ہزار امر، ایک ہزار نہی، ایک ہزار حکم اور ایک ہزار خبر ہے۔ خالد بن معدان نے اس کا نام فسطاط القرآن (قرآن کا خیمہ) رکھا۔ اس سورت کی تلاوت باعثِ برکت ہے اور اس کی تلاوت نہ کرنا مقامِ حسرت ہے۔ جادوگر اس کو حاصل نہیں کرسکتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ:۔

محدثین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ حروفِ مقطعات قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے راز ہیں یہ راز اللہ تعالیٰ کی ہر کتاب میں ہوتے ہیں۔ یہ وہ متشابہہ (آیات) ہیں کہ صرف اللہ ان کا علم رکھتا ہے ہمیں اس پر ایمان لانا چاہیئے اور اس پر کلام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہی مذہب صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت مثلاً خلفائے راشدین اور عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے۔ ابو حاتمؒ نے کہا ہم نے یہ حروفِ مقطعات صرف سورتوں کے آغاز میں پائے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ان سے اللہ کی کیا مراد ہے۔ دوسرے گروہ نے ان حروفِ مقطعات کے معنی مختلف متعین کئے ہیں۔ امام رازیؒ نے ان اقوال کو نقل کیا ہے سب سے زیادہ باریک بینی زمخشری معتزلی نے اپنی کشاف میں کی ہے۔ جس کی تردید امام شوکانی ؒ نے فتح القدیر میں بڑے زور دار انداز میں کی ہے۔ تکلیف کی بات یہ ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے تو ان حروف کے کچھ معانی نہیں بتلائے اور نہ ان کا کچھ مفہوم واضح کیا، زیادہ سے زیادہ اگر رسولِ اکرمؐ نے کچھ بتایا تو یہ بتایا "میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، میم تیسرا حرف ہے، ہر حرف کی تلاوت پر ایک نیکی کا ثواب ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے"۔ مگر اُمّت نے اس معاملے میں بلاوجہ اس طریقے سے غور و خوض کیا جس کا دین و دُنیا میں کوئی فائدہ سوائے وقت ضائع کرنے کے نہیں۔ اس مسئلے کی وضاحت فتح البیان میں موجود ہے۔

ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ ایک جماعت کا خیال ہے کہ سورتوں کے آغاز میں ان حروفِ مقطعات کا بیان اعجاز القرآن کا ثبوت ہے تاکہ مخلوق کو قرآن کا مقابلہ کرنے پر اپنی عاجزی کا علم ہو اور وہ جان لیں کہ یہ وہی حروف ہیں جن کے ساتھ وہ باہم خطاب کرتے ہیں مگر ان کو ایسی ترکیب نہیں دے سکتے۔ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ مبرّدؒ اور محققین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے، قرطبیؒ نے اس بات کو "فراءؒ" اور "قطربؒ" سے اس طرح بیان کیا ہے اس کی تائید کشاف میں بھی کی گئی ہے۔ اس بات کو ہمارے شیخ امام ابو العباس ابن تیمیہ رح اور حافظ مجتہد ابو الحجاج مزیؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

ترجمہ:- یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام اللہ ہے)

"کتاب" سے اس جگہ مراد قرآن مجید ہے۔ اس کے علاوہ دس اقوال اور بھی ہیں مگر سب سے زیادہ قوی یہی قول ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب، اللہ کے پاس سے آئی ہے سراپا حق وصداقت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الٓمّٓ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الم السجدۃ: ۱)

ترجمہ:- الم۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہان کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

"رَيْب" کے معنی شک ہیں، ابن ابی حاتمؒ نے کہا مجھے اس معنی میں کوئی اختلاف نظر نہیں آیا۔ مراد یہ ہے کہ اس قرآن میں کسی طرح کا شک وشبہ نہ کرو۔ "رَيْب" کے ایک معنیٰ "تہمت" کے بھی کہے گئے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے شک ریبت ہے صدق طمانیت ہے۔

قرطبیؒ نے کہا کہ نفیٔ عام کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ کتاب کسی طرح بھی، کسی اعتبار سے شک و شبہ اور تہمت و بدگمانی کی نہیں ہے۔ یہ کتاب اس بات کی متقاضی ہے کہ کسی قسم کا کوئی شک اس میں راہ نہ پائے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ترجمہ (اللہ سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگرچہ یہ کتاب سرتاپا باعث ہدایت ہے لیکن اس کا فائدہ صرف اہلِ ایمان کو ہی ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں ان کو کتابِ ھذا سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا، قرآنِ مجید میں ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل: ۸۲)

ترجمہ:- اور قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کیلئے باعثِ شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ فرمایا:۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۗ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۗ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ (حم السجدۃ ۴۴)

ترجمہ:۔ کہدو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے (یہ) ہدایت اور شفاء ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی (بہراپن) ہے اور یہ ان کے حق میں (موجب) نابینائی ہے۔ گرانی کے سبب اُن کو (گویا) دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آپہنچی ہے۔

(یونس ۵۷)

معلوم ہوا جو لوگ قرآنِ پاک کو شفاء، ہدایت، رحمت اور موعظت نہیں سمجھتے وہ ایمان سے محروم ہیں۔ جب ایمان نہ ہوا تو متقی بھی نہ ہوئے۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ کتاب اہلِ تقویٰ کے لئے نور ہے۔ ابنِ عباسؓ کا فرمان ہے متقی وہ مومن ہیں جو شرک سے بچتے ہیں، اطاعت پر عمل کرتے ہیں۔ دوسری جگہ الفاظ اس طرح ہیں کہ حقیقت میں متقی وہ لوگ ہیں جو ترکِ ہدایت پر اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ قرآنِ مجید کی تصدیق پر رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ کلبیؒ نے کہا متقی وہ آدمی ہیں جو کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اعمشؒ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ بعض نے کہا متقی وہ ہیں جن کا ذکر اس کے بعد آیا ہے کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں۔ الآیۃ

ابنِ جریرؒ نے کہا آیت ان سب اقسام کا احاطہ کرتی ہے۔ حدیثِ عطیہ سعدیؓ میں مرفوعاً آیا ہے بندہ اس وقت تک حقیقۃً مومن نہیں بنتا جب کہ بے ڈر کی چیز سے بچنے کیلئے ڈر والی چیز کو ترک نہ کردے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) امام شوکانیؒ نے کہا ہے شرعی تقویٰ کے یہی معنی ہیں جو اس حدیث میں آئے ہیں اور اس معنیٰ کی طرف جانا واجب ہے۔ اس حدیث کو احمدؒ، عبد بن حمیدؒ اور بخاریؒ نے تاریخ میں اور ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ وغیرہ نے روایت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔ ترمذیؒ نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔ اس حدیث کی موجودگی میں تقویٰ کی اس تعریف کی کچھ حاجت نہیں رہے جو یار دوستوں نے اپنی عبارتوں میں کی ہے خواہ اس میں کچھ برائی نہ بھی ہو لیکن آفتاب کے سامنے مشعل اور چراغ بیکار ہوتے ہیں۔ ہدایت سے کبھی ایمان بھی مراد لیتے ہیں سو اللہ تعالیٰ کے علاوہ، دل میں کوئی ایمان پیدا نہیں کرسکتا۔ قرآن میں آیا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ (القصص : ۵۶)

ترجمہ:۔ (اے محمدؐ) جس کو دوست رکھتے ہو اُسے ہدایت نہیں کر سکتے۔

پھر فرمایا :۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ۔ (البقرۃ ، ۲۷۲)

ترجمہ :۔ (اے محمدؐ) آپ ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو۔

پھر فرمایا :۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ۔ (الأعراف ، ۱۸۶)

ترجمہ :۔ جس شخص کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

پھر فرمایا :

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

(الکھف : ۱۷)

ترجمہ :۔ جس کو اللہ ہدایت دے وہ ہدایت یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو تم اس کے لئے کوئی دوست راہ بتانے والا نہ پاؤ گے۔

کبھی ہدایت سے مراد حق کو بیان کرنا اور اس کی طرف رہنمائی کرنا ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

اِنَّكَ لَتَهْدِىْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (الشوریٰ : ۵۲)

اور بے شک (اے محمدؐ) آپ سیدھا رستہ دکھاتے ہو۔

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ؕ (الرعد ۷)

ترجمہ :۔ سو (اے محمدؐ) آپ تو صرف ہدایت کرنے والے ہو اور ہر ایک قوم کے لئے رہنما ہوا کرتا ہے۔

پھر فرمایا :۔

☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى (فصلت: ۱۷)

ترجمہ: اور جو ثمود تھے ان کو ہم نے سیدھا رستہ دکھا دیا تھا مگر انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھا رہنا پسند کیا۔

پھر فرمایا۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ۔ (البلد: ۱۰)

ترجمہ: اور اس کو (خیر و شر کے) دونوں رستے بھی دکھا دیئے۔

اس جگہ "نجدین" سے مراد ترجیحاً خیر و شر ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے اُبی بن کعبؓ سے پوچھا تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اے عمرؓ کیا تم کبھی کسی خاردار راستے پر چلے ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں۔ ابی بن کعبؓ نے پوچھا کیسے سفر کیا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنا دامن سمیٹ کر بچتے بچاتے خاردار وادی سے گذرا، حضرت اُبی بن کعبؓ نے فرمایا یہی تقویٰ ہے حدیث ابی امامہؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ کے خوف کے بعد کسی آدمی نے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز حاصل نہ کی کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو وہ اسے خوش کرتی ہے، جب اسے حکم دیتا ہے بجالاتی ہے، جب قسم کھائے تو اس کو سچ کر دکھاتی ہے اور اگر اس کے پاس سے کہیں دور چلا جائے تو اپنی جان سے اس کے مال میں خیر خواہی کرتی ہے (ابن ماجہ)

جاری ہے۔

قارئین کرام متوجہ ہوں

جن خریداران محدث کو زرِ سالانہ ختم ہونے کی اطلاع ماہ دسمبر ۸۹ء اور جنوری ۱۹۹۰ء کے پرچوں کے ساتھ مل چکی ہے وہ برائے مہربانی اپنا زرِ سالانہ جلد از جلد بذریعہ منی آرڈر بھیج کر تعاون فرمادیں۔ تاکہ وی۔پی کی صورت میں اُن کو مزید ۸/- روپے ادا نہ کرنے پڑیں۔

مینجر محدث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ